قادیانیوں کی تازہ جارحیت:

قادیان سے شروع ہونے والی مرزائیوں کی دہشت گردی اور جارحیت کی تاریخ تو پرانی ہے لیکن تازہ ترین دہشت گردی کا ایک اندوہناک واقعہ ۲۰؍ اکتوبر ۲۰۱۱ء جمعرات کو ضلع گجرات کے قصبے ”گولیکی“ (تھانہ کنجاہ) میں پیش آیا جہاں قادیانیوں نے مسلح ہو کر تحریکِ ختمِ نبوت کے ایک متحرک کارکن چودھری ماسٹر سرفراز احمد سندھو کو اُس وقت قتل کر دیا جب وہ صبح اسکول کے چوکیدار محمد آصف کے ہمراہ موٹر سائیکل پر ڈیوٹی پر جا رہے تھے کہ سکول سے چند قدم پہلے کار سوار قادیانی دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کی جس سے ماسٹر سرفراز احمد موقع پر شہید ہو گئے جبکہ چوکیدار محمد آصف اگلے روز دم توڑ گئے۔ ایف آئی آر میں ۷، معلوم اور ۳، نامعلوم افراد کو نامزد کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین مقدمہ اور جھگڑا طویل عرصہ قبل اُس وقت شروع ہُوا تھا جب قادیانیوں نے ایک مسجد پر قبضہ کر لیا تھا اور ۱۹۹۵ء میں دائر ہونے والے ایک مقدمے میں ۲۰۰۵ء میں سیشن جج گجرات نے ۵، افراد کے علاوہ باقی ماندہ افراد کو باعزت طور پر بری کر دیا تھا اور قتل ہونے والے ماسٹر سرفراز احمد بھی بری ہونے والے افراد میں شامل تھے اور وہ سزا ہونے والے مسلمانوں کے مقدمے کی پیروی بھی کر رہے تھے۔ قادیانیوں کو اِس کا رنج تھا، یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سیشن کورٹ نے جن باقی ماندہ افراد کو سزائے موت اور عمر قید کا حکم سنایا تھا لاہور ہائی کورٹ نے ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۱ء جمعرات کو ان سب کو بری کرنے کا مختصر فیصلہ سنایا تھا اور وقوعہ کے روز (۲۰؍ اکتوبر) ان کی رہائی متوقع تھی جس کی علاقہ بھر میں تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانیوں نے اپنی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا دو مسلمانوں کو نشانہ بنایا ہے اور گزشتہ چند ماہ میں مسلمانوں کا یہ تیسرا قتل ہے۔ متعلقہ تھانہ میں درج ایف آئی آر کی روشنی میں علاقے کے ذمہ دار مسلمان اور شہداء کے لواحقین مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں۔ یہ سوال اپنی جگہ بڑا اہم ہے کہ عدالتی اور قانونی پیروی کرنے والے مسلمان کو راستے سے ہٹانے کا مقصد کیا ہے؟ کیا اس طرح قادیانی اپنے عزائم میں کامیاب ہو سکیں گے؟ تمام دینی حلقوں اور علاقے کے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ قادیانیوں کی جارحیت اور قتل و غارت گری کا سدّ باب نہ ہونے سے ان کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور اگر حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اپنی غیر جانبداری کو یقینی نہ بنایا تو کشیدگی اپنی حدود کراس کر جائے گی اور اس کی ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہو گی۔ اربابِ اختیار کے لیے ضروری ہے کہ وہ قاتلوں کی طرف داری ختم کرے اور قادیانی قاتلوں کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

یومِ فتح قادیان......پس منظر، پیش منظر:

برٹش ایمپائر نے مسلمانوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے اور فرقہ واریت کو بڑھانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں فتنۂ ارتدادِ مرزائیہ کو کھڑا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیلمہ کذاب کی جانشینی کا حق ادا کیا اور قادیانی جماعت نے اپنے آقاؤں کی فرماں برداری میں تنسیخِ جہاد کے لیے پورا زور لگا دیا، بہت سے مؤثر سرکاری اداروں میں قادیانیوں نے رسوخ حاصل کر لیا اور بعض سرکاری محکموں میں قادیانی سفارش سے بھرتی ہونے لگے، سلطنت برطانیہ کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لیے قادیانی مُخبر حقِ نمک ادا کرنے لگے۔ قادیانی تحریک کا ہر فرد برطانوی سامراج کے مفادات کا محافظ اور وفادار بن کر رہ گیا۔ تمام مکاتبِ فکر علمی سطح پر

تعاقب میں مصروف ہوگئے ۱۹۱۶ء حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کنھیا لال کے منڈوے (سینما ہال) امرتسر میں مرزا بشیر الدین محمود کوٹوکا کہ تم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریف کر کے مرضی کی تشریح کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا قرار نہ دو۔ بھرے ہال میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا حضرت امیر شریعت نے مرزا بشیر الدین محمود کو للکارا کہ حدیث شریف میں تحریف نہیں کرنے دونگا چنانچہ پہلے عوامی معرکے میں مرزا بشیر الدین اسٹیج چھوڑ کر بھاگ نکلا شاہ جی نے حدیث شریف کی روشنی میں حاضرین سے خطاب کیا یہی جدوجہد سامراج دشمنی اور قادیانیت کے تعاقب کی راہیں متعین کرنے لگی اور مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ احرار، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو کا نتیجہ تھی تو حضرت مفتی کفایت اللہ، چودھری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہم کی مشاورت و تائید سے احرار کا پلیٹ فارم سامنے آیا جو بہت سے نشیب و فراز، دشمن کی چیرہ دستیوں اور اپنوں کی بے وفائیوں کے باوجود آج بھی الحمد اللہ قافلۂ سخت جاں کے طور پر پھر منظّم ہو رہا ہے مرزا غلام نبی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ”حیات امیر شریعت“ میں لکھتے ہیں کہ ”۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سامراج نے جن تحریکات کو از خود جنم دے کر پروان چڑھایا، مرزائیت اسی پودے کا اہم بیج تھا احرار رہنماؤں کے تدّبر نے اس سے چشم پوشی کو ہندوستان سے غداری اور اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختمِ نبوت سے انحراف سمجھ کر قادیان کے نظامِ حکومت میں دراڑ ڈالنا ضروری خیال کیا چنانچہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ ؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں حضرت امیر شریعت کی صدارت میں تبلیغی کانفرنس کرنے کا اعلان کیا، اس فیصلے سے مرزائی اور حکومت اپنی اپنی جگہ سوچ میں پڑ گئے پنجاب میں خصوصاً احرار رضا کاروں نے کانفرنس میں شمولیت کی تیاریاں شروع کر دیں، اِس کانفرنس جس نے پوری دنیا میں قادیانیت کے دجل و فریب کو بے نقاب کیا اِس سے پہلے ایک طویل عرصہ کس طرح سوچ و بچار کر کے اِس کو پلان کیا گیا اور کتنے حضرات کو قربانی دینا پڑی اس کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے حضرت امیر شریعت نے ۲۱ ؍اکتوبر کو رات دس بجے سے سحر تک شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں جو تقریر کی اس نے پوری دنیا پر واضح کر دیا کہ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ شاہ جی کی تقریر پر مقدمہ ہوا اور سزا بھی لیکن مسٹر جی۔ ڈی۔ کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے فریقین کے وکلاء کی بحث کے بعد جو فیصلہ دیا اِس کو تحریکِ ختمِ نبوت کی تاریخ میں ممتاز حیثیت حاصل ہے اور اس فیصلے نے خود ”فیصلہ“ کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی اِس بنیادی، کلیدی اور تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس نے تحریکِ ختمِ نبوت کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا سید حسین احمد مدنی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے پیروکار اِس تحریک کی پشت پر کھڑے تھے، مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ اور یونیورسٹائز طبقہ بھی قادیانیوں کو دین وملت کا غدار قرار دینے لگا تھا لیکن دنیا پر قادیانیت کا کفر وارتداد واضح کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام نے قادیان میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوت قائم کیا اور پورے ہندوستان میں اس کے ذیلی دفاتر قائم کیے، قادیان میں کفر وِارتداد کا تسلط اور غرور توڑ کے رکھ دیا۔ فاتح قادیان، مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ دیگر رہنماؤں کی قیادت میں احرار کارکنوں نے جفاکشی اور سرفروشی کی ایک نئی تاریخ رقم کی، جھوٹی نبوت کے سامنے شہداء ختمِ نبوت کے مقدس خون کی دیواریں کھڑی کر دیں تب دنیا کو یقین ہو گیا کہ امت مسلمہ سے جذبۂ جہاد نکالنے کے لیے برٹش ایمپائر کامیاب نہیں ہو سکتا اور جھوٹی نبوت اسلام کے نام پر نہیں چل

سکتی ،آج پاکستان سمیت دنیا بھر میں تحریکِ ختم نبوت کی کامیابیاں اور پھیلتا ہوا کام انھی اکابر احرار اور مجلس احرار اسلام کی بنیادی وکلیدی جانکاہ محنت کا ثمر اور صدقہ جاریہ ہے۔ یہ بات تاریخ کے ریکارڈ کا حصہ بن چکی ہے کہ مجلس احرارِ اسلام تحفظ ختم نبوت اور حضرت امیر شریعت ایک ہی کام کے مختلف نام ہیں۔ احرار کو حذف کر کے برصغیر میں تحریکِ آزادی کا تصور اور تحریکِ ختم نبوت کا تذکرہ کسی صورت مکمل نہیں ہوسکتا،۱۹۳۴ء کے بعد پاکستان کے ربوہ میں بھی حکومتی پابندیوں کے باوجود ۱۹۷۶ء میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجلس احرارِ اسلام اور فرزندانِ امیر شریعت کو اِس توفیق واعزاز سے نوازا، چنانچہ ۲۷رفروری ۱۹۷۶ء کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے انگریزی استبداد کی یاد تازہ کر دی اور ربوہ میں ریاستی قوت کے بے پناہ استعمال اور فسطائی ہتھکنڈوں کے باوجود بخاری کے روحانی فرزند اور مجاہدینِ ختم نبوت پوری شان وشوکت کے ساتھ ربوہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ قادیان کی طرح ربوہ میں قادیانیوں کے غرور وخوف کو توڑا گیا، بطلِ حریت مولانا غلام غوث ہزاروی، سید ابوذر بخاری اور سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہم نے ربوہ کی تاریخ میں پہلی بار خطاب کیا قائد احرار جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور سید عطاء المحسن بخاری کو ۲۷رفروری ۱۹۷۶ء کو ربوہ سے گرفتار کر لیا گیا آج قافلۂ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی امارت اور غیرت مند قیادت میں اپنی منزل کی طرف آگے بڑھ رہا ہے اور نامساعد حالات کے باوجود ہم الحمدللہ کئی قدم آگے بڑھے ہیں۔ یہ قافلہ ان شاءاللہ تعالیٰ رک نہیں سکتا تحریک ختم نبوت کی تازہ صورتحال اور قادیانی ریشہ دوانیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایوانِ صدر اور ایوانِ اقتدار کے اِردگرد قادیانی اثر ونفوذ بڑھ رہا ہے۔ چناب نگر (ربوہ) میں مسلم اداروں اور مسلم شخصیات کا گھیرا تنگ کیا جارہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ قادیانی تسلط سے آزاد ہونے والے نومسلم افراد کی بات غور سے سننے اور اپنے روایتی انداز کے کام میں تبدیلی کی ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے، چنیوٹ ضلع بنا تو چناب نگر کو سب تحصیل کا درجہ حاصل تھا اور اصولاً اور قانوناً ضروری تھا کہ چناب نگر کو تحصیل کا درجہ دیا جائے لیکن ہوا یہ کہ ''لالیاں'' کو تحصیل کا درجہ دے کر قادیانی نوکر شاہی کی سازش کو آگے بڑھانے میں مدد دی گئی۔ ناجائز قبضوں اور سرکاری حکام سے ملی بھگت کے ذریعے ربوہ کو خالص اسرائیل کی طرز پر ''ری ڈیزائن'' کیا جارہا ہے۔ سکیورٹی کے نام پر ناکے لگا کر شہر سراسر جعلی وفرضی سکیورٹی ایجنسیوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ ضلعی حکام مسلسل ٹال مٹول سے کام لے کر قادیانی تسلط کو مضبوط کر رہے ہیں۔ تحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کو تحفظ فراہم نہیں کیا جارہا۔ اسلام آباد، خوشاب اور چشمہ (کندیاں) سمیت ایٹمی توانائی کے حوالے سے حساس مقامات کے قریب وسیع اراضی قادیانی خرید کر چکے ہیں۔ چودھری احمد یوسف کو گزشتہ دنوں چناب نگر میں قادیانیوں نے قتل کیا کہ وہ ''اندر کی باتیں'' با ہر نشر کرتے تھے۔ قادیانیوں کی مرضی کی ایف آئی آر درج ہونے دی گئی، مقتول قادیانی احمد یوسف کی بیٹی چیخ رہی ہے اور کوئی سننے والا نہیں۔ ابھی گجرات سے ایک ساتھی نے اطلاع دی ہے کہ آج (۲۰راکتوبر) قادیانیوں نے مسلح ہو کر (گولے کی، ضلع گجرات) میں سکول ٹیچر ماسٹر سرفراز احمد کو شہید کر دیا ہے۔ مرحوم مسلم قادیانی تنازعے میں فریق تھے اور چند روز پیشتر عدالت سے بری ہونے والے ساتھیوں کے مقدمے کی پیروی کر رہے تھے جبکہ اِن کو کئی سال پہلے سیشن کورٹ نے بری کر دیا تھا اِس قسم کے مسائل ومعاملات اور مشکلات سے نمٹنے کے لیے کس قسم کے طریق کار اور صف بندی کی ضرورت ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں میری ناقص رائے میں اس محاذ کے رہنماؤں اور ہم کارکنوں کو اب ضرور غور وفکر کر لینا چاہیے کہ وقت بڑی تیزی سے گزرتا جارہا ہے۔